Regd. No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ ۔ الفضل لاہور
ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ الفضل لاہور

یوم پنجشنبہ
۱۹ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ

سالانہ	۲۴ روپے
ششماہی	۱۳ «
سہ ماہی	۷ «
ماہوار	۲/۸ «

فی پرچہ ۱ آنہ

جلد ۳۹/۵ ۔ ۲۰ فتح ۱۳۳۰ ہش ۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۱ء ۔ نمبر ۲۹۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۷ دسمبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ!

لاہور ۱۹ دسمبر ۔ مکرم نواب محمد عبداللہ خانصاحب کی طبیعت بھی بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے الحمد للہ!

ربوہ ۱۷ دسمبر (بذریعہ ڈاک) حافظ صاحب مولوی فرزند علی صاحب کو اب بہت افاقہ ہے صرف پاؤں اور پنڈلیوں میں ورم باقی ہے ۔ احباب کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں ۔

سیاسی کمیٹی نے تخفیف اسلحہ کی تجاویز سے متعلق روسی ترامیم مسترد کر دیں

پیرس ۱۹ دسمبر ۔ آج اقوام متحدہ کی سیاسی کمیٹی نے عالمگیر تخفیف اسلحہ سے متعلق مغربی طاقتوں کی تجاویز منظور کر لیں ۔ اس سلسلے میں روس کی طرف سے جو ترامیم پیش کی گئی تھیں انہیں مسترد کر دیا گیا ۔ روس نے جو ترمیمیں پیش کی تھیں ان میں کہا گیا تھا کہ پہلے اٹمی ہتھیاروں کا استعمال غیر مشروط طور پر فوراً ممنوع قرار دے دیا جائے ۔ نیز تمام ممالک ایک سال کے اندر اندر اپنے اسلحہ اور فوج میں ایک تہائی کمی کر دیں ۔ مغربی طاقتوں کی تجاویز پر مشتمل جو قرارداد کمیٹی میں پیش ہوئی تھی ۔ اس کے حق میں کمیٹی کا دو تہائی اکثریت سے زیادہ ووٹ آئے ۔ یہ قرارداد بغیر کسی ترمیم کے ۹ ووٹوں کے مقابلے میں ۵۱ ووٹوں سے منظور ہوئی ۔ پانچ ملکوں نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا ۔ جنرل اسمبلی کی آخری توثیق کیلئے بھی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت کی حمایت حاصل کرنا ہوگی ۔ روس نے اس دفعہ کی حمایت کی کہ اسلحہ اور اٹمی ہتھیاروں کی تخفیف کے بارے میں تحقیقات کیلئے ایک مخلوط کمیشن مقرر کیا جائے ۔

تحقیقاتی کمیشن نے راولپنڈی میں گواہوں کی شہادتیں قلمبند کرنیکا کام ختم کر لیا

کمیشن کا آئندہ اجلاس ۳ جنوری کو لاہور میں ہوگا

راولپنڈی ۱۹ دسمبر ۔ قائد ملت خان لیاقت علی خاں کے قتل کی تحقیقات کرنے والے کمیشن نے آج تیسرے پہر راولپنڈی کے تمام گواہوں کی شہادتیں قلمبند کرنے کا کام ختم کر لیا ۔ کمیشن نے محمد حسین سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی پنجاب کو جو تحقیقات کے افسر اعلےٰ ہیں ان لوگوں سے ملاقات کرنے کی ہدایت کی ہے جن کا سید اکبر سے میل جول تھا ۔ کل کے خفیہ اجلاس میں سید اکبر کے بیٹے دلاور خان نے بیان دیتے ہوئے بتایا تھا کہ اس کے باپ کی راہ و رسم کن لوگوں کے ساتھ تھی ۔ تحقیقات کے افسر اعلےٰ کو دلاور خان کے خفیہ بیان کی نقل دیدی گئی ہے اور ان سے کہا گیا ہے کہ سید اکبر سے میل جول رکھنے والے لوگوں کے صرف بیان ہی نہ لیں بلکہ یہ بھی معلوم کریں کہ ان میں سے کسی شخص کا ایسے لوگوں سے تو ملنا جلنا نہیں ہے جن کے خلاف کسی قسم کی تحقیقات ہو رہی ہو ۔ کمیشن نے انہیں آئندہ مہینے کی تین تاریخ تک رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی ہے ۔ اس تاریخ کو کمیشن کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوگا ۔ آج کمیشن نے سات اور گواہوں کے بیانات قلمبند کئے ۔ اس سے قبل جلسے میں چلنے والی گولیوں کی آواز کے متعلق ماہروں کی رائے قلمبند کی گئی ۔ چنانچہ ریڈیو پاکستان کے تیار کردہ ریکارڈ سننے کے بعد انہوں نے بتایا ۔ پہلی تین گولیوں کی آواز زیادہ طاقت والے پستول کی ہے اور باقی گولیاں عام ریوالور اور رائفل کی معلوم ہوتی ہیں ۔

چودھری محمد ظفر اللہ خان کی واپسی

پیرس ۱۹ دسمبر ۔ چودھری محمد ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان آج پیرس سے کراچی روانہ ہو رہے ہیں ۔ آپ ڈاکٹر گراہم سے گفت و شنید کے بارے میں حکومت کو تفصیلی معلومات بہم پہنچائیں گے ۔

چینی کے کوٹے میں تخفیف کا اعلان

لاہور ۱۹ دسمبر ۔ چینی کی قلت کے پیش نظر حکومت پنجاب نے ۲۳ دسمبر اتوار کے روز سے شہری علاقوں کیلئے چینی کے کوٹے میں ۲۵ فی صدی اور دیہات کے کوٹے میں ۵۰ فیصدی کی کمی کر دی ہے ۔ علاوہ ازیں اداروں کے کوٹوں میں ۷۵ فیصدی تخفیف کا فیصلہ کیا گیا ہے ہسپتال ۔ سکولوں اور کالجوں کے بورڈنگ ہاؤس ان میں شامل نہیں ہوں گے ۔

قبرص کے الحاق سے متعلق یونان کا مطالبہ

پیرس ۱۹ دسمبر ۔ یونان نے سیاسی کمیٹی میں یہ مطالبہ کیا ہے کہ قبرص میں برطانوی حکومت کو جلد ختم کر کے وہاں کے باشندوں کو حق خود اختیاری دیا جائے ۔ یونان کے نمائندے نے کہا ساری دنیا جانتی ہے کہ قبرص کی آبادی میں سے ۸۱ فیصدی باشندے یونانی ہیں ۔ گذشتہ سال رائے شماری کے موقعہ پر ۹۵ فیصدی لوگوں نے یونان کے ساتھ الحاق کے حق میں رائے دی تھی ۔

سلامتی کونسل ”گراہم رپورٹ“ پر جنوری کے پہلے ہفتہ میں غور کریگی

پیرس ۱۹ دسمبر ۔ بعض خبر رساں ایجنسیوں کا کہنا ہے کہ سلامتی کونسل کے نمائندہ کشمیر ڈاکٹر گراہم کو ریاست سے فوجیں ہٹانے کے متعلق ایسا حل پیش کرنے میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی ہے جو ہندوستان و پاکستان دونوں کیلئے قابل قبول ہو خیال ہے کہ سلامتی کونسل ڈاکٹر گراہم کی رپورٹ پر جنوری کے پہلے ہفتہ سے قبل غور نہیں کرے گی ۔ وزیر خارجہ پاکستان چودھری ظفر اللہ خاں جو پاکستان واپس آ رہے ہیں ۔ اس وقت تک پیرس واپس پہنچ جائیں گے ۔

مسٹر اے ایس بخاری کیلئے سفیر کا درجہ

کراچی ۱۹ دسمبر ۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندے مسٹر اے ۔ ایس بخاری کو اب سفیر کا درجہ دیدیا گیا ہے وہ سلامتی کونسل میں رکن کی حیثیت سے پاکستان کی نمائندگی کریں گے ۔

ڈاکٹر گراہم آج اپنی رپورٹ پیش کر دیں گے

پیرس ۱۹ دسمبر ۔ سلامتی کونسل کے نمائندہ کشمیر ڈاکٹر فرینک گراہم نے کہا ہے کہ وہ قضیۂ کشمیر کے متنازعہ طلب امور کے بارے میں اپنی سامنے کی رپورٹ کل پیش کر دیں گے ۔ طرفین کے نمائندوں سے بات چیت کے لئے انہیں چھ ہفتہ کی جو مزید مہلت دی گئی تھی وہ کل ختم ہو رہی ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہندوستان و پاکستان کے نمائندوں سے میری بات چیت مکمل ہو چکی ہے ۔

مسٹر کھوڑو اور قاضی فضل اللہ کے استعفے منظور کر لئے گئے

کراچی ۱۹ دسمبر ۔ گورنر سندھ مسٹر دین محمد نے صوبے کے وزیر اعلےٰ مسٹر محمد ایوب کھوڑو اور وزیر داخلہ قاضی فضل اللہ کے استعفے منظور کر لئے ہیں ۔ ریڈیو پاکستان کے نمائندے نے اطلاع دی ہے کہ مرکزی ..... حکومت سندھ کی آئینی صورت حال پر غور کر رہی ہے ۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا لاہور میں ورود

لاہور ۱۹ دسمبر ۔ وزیر مہاجرین ۔ اطلاعات و نشریات ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سندھ کے علاقے کا دورہ ختم کر کے آج صبح لاہور پہنچ گئے ۔ آپ یہاں چار روز قیام کرنے کے بعد اتوار کی صبح کو کراچی روانہ ہو جائیں گے ۔

وزیر اعظم عوام سے خطاب فرمائیں گے

لاہور ۱۹ دسمبر ۔ وزیر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین جو ۲۴ دسمبر کو چار روزہ دورے پر یہاں پہنچ رہے ہیں ۔ ۲۵ دسمبر کو قائد اعظم کے یوم پیدائش کے موقعہ پر گول باغ میں عوام سے خطاب فرمائیں گے ۔

پاکستانی کارخانوں کیلئے تین ہزار کرگوں کا آرڈر

لندن ۱۹ دسمبر ۔ پاکستان نے برطانیہ اور متعدد یورپی ملکوں کو اپنے پٹ سن کے نئے کارخانوں کے لئے تین ہزار کرگوں کا آرڈر دیا ہے پٹ سن بورڈ کے صدر مسٹر غلام فاروق نے جو کرگوں کی خرید کے سلسلے میں یہاں آئے ہوئے ہیں ایک بیان میں کہا ہے کہ یہ کرگے ۵۵-۱۹۵۴ء تک نئے کارخانوں میں استعمال ہو سکیں گے ۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر ۔ روشن دین تنویر بی اے ۔ ایل ایل بی

نوجوانانِ جماعت! خدا تعالیٰ کا موعود خلیفہ آپ کو بلا رہا ہے

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

"باقی تمام لوگوں کا (دفتر اول کے مجاہدین کے علاوہ) فرض ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق تحریک جدید میں حصہ لیں۔ اسی حکمت کے ماتحت دفتر دوم قائم کیا گیا ہے جس میں ہر وقت انسان شامل ہو سکتا ہے لیکن اس ارادہ کے ساتھ کہ وہ اپنا قدم اب پیچھے نہیں ہٹائے گا۔ گویا یہ بھی ایک قسم کا وقف ہے۔ جس میں ہر شخص یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ میری جان اور میرا مال اسلام کے لئے حاضر ہے۔ پس اپنی توفیق کے مطابق ہر شخص کو اس میں حصہ لینا چاہیئے مرد بھی اور عورتیں بھی بچے بھی اور بوڑھے بھی۔ امیر بھی اور غریب بھی سب لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق تحریک جدید کے دوسرے دور میں شریک ہوں۔"

تمام جماعتوں اور مجالس خدام الاحمدیہ کو بالخصوص حضور کا یہ ارشاد مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس دفعہ ان کی جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے۔ جو تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے جماعت احمدیہ کراچی کے عہدیداران پر کہ وہ دن رات اسی کوشش میں ہیں کہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں ان کا ہر فرد تحریک جدید میں شامل ہو جائے چنانچہ کراچی سے پہلی ۲۸ ہزار روپے کے وعدوں کی فہرست ارسال کرتے ہوئے اطلاع ملی ہے۔ کہ اس وقت تک ۵۱۴ نئے دوستوں کو تحریک جدید میں شامل کیا جا چکا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ دوسری جماعتوں اور مجالس کو بھی اس کے مطابق بلکہ اس سے بڑھ چڑھ کر کام کی توفیق دے۔

بیرونی ممالک کی جماعتوں میں مثلاً امریکہ۔ مشرقی افریقہ۔ گولڈ کوسٹ وغیرہ میں دفتر دوم میں بہت کم نوجوان تعداد کے لحاظ سے شامل ہیں۔ ان جماعتوں کو بھی نئے نوجوان دفتر دوم میں شامل کرنے کے لئے اس دفعہ پوری کوشش فرمانی چاہیئے۔

یاد رہے کہ دفتر دوم میں شمولیت اب بہت آسان کر دی گئی ہے۔ گذشتہ سالوں کے وعدے کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ نئے شامل ہونے والوں کے لئے یہی ان کا پہلا سال شمار ہوگا۔ طالب علم۔ عورتیں۔ بچے سب حصہ لے سکتے ہیں۔ اور غیر احمدی والدین یا مرحوم والدین کی طرف سے بھی حصہ لیا جا سکتا ہے۔ ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنی حیثیت کے مطابق وعدہ کرے۔ جو ۳۰ نومبر ۱۹۵۲ء تک ادا کرنا ہوگا۔ لیکن کوئی وعدہ کسی صورت میں پانچ روپے سے کم نہ ہونا چاہیئے۔ وعدہ سادہ کاغذ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور براہ راست یا وکالت مال تحریک جدید ربوہ کو بھجوایا جا سکتا ہے۔ وعدہ بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ فروری ہوگی۔ لیکن چونکہ بجٹ کی تیاری کے لئے آمد کے صحیح اندازے کا جلد سے جلد معلوم ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے جماعتوں اور مجالس کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ انکی مکمل فہرست ۳۱ دسمبر تک مرکز میں پہنچ جائے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک بہت سے دوست اپنے وعدے براہ راست بھجوانے کی سعادت پا چکے ہیں۔ اور یہ سب وعدے حضور کی خدمت میں پیش بھی ہو چکے ہیں۔ عدم گنجائش کے باعث انکی اشاعت ممکن نہیں لیکن ذیل میں ان جماعتوں کی ایک فہرست شائع کی جا رہی ہے جن کی طرف سے دفتر دوم کے وعدوں کی پہلی قسط سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور پیش ہو چکی ہے امید ہے باقی جماعتیں بھی جلد سے جلد اپنے وعدوں کی فہرستیں حضور کے پیش کر دیں گی۔ مگر یاد رہے کہ اس بارے میں پوری جدوجہد ہونی چاہیئے۔ کہ ہر فرد کو تحریک میں شامل کیا جائے۔

کراچی۔ کوئٹہ۔ بورنیو۔ دہلی دروازہ لاہور۔ مزنگ اسلامیہ پارک لاہور۔ قلعہ گوجر سنگھ۔ کیمبلپور۔ اوکاڑہ۔ دنیاپور ملتان۔ رسول۔ گجرات۔ کوٹ دیال داس۔ کھوڑو چک ۱۸ شیخوپورہ۔ شاہ مسکین۔ چوہڑ کانہ۔ چک ۶۵ ر ع ۲ بہاولپور۔ اوچ شریف بہاولپور۔ ربوہ بلاک الف۔ ب رج و د۔ الصدر۔ کوٹلی آزاد کشمیر۔ چک ۱۲۱ لائلپور۔ چک ۳۱ ج۔ ب و چک ۹۹ لائلپور۔ وہاڑی ملتان۔ چک چہور (سیالکوٹ) لودھراں۔ چک ۵۳ ملتان۔ علی پور۔ لیہ۔ نوشہرہ چھاؤنی۔ محمد آباد اسٹیٹ۔ احمد آباد اسٹیٹ۔ ڈگری۔ بسن باڈہ۔ بدین سندھ۔ میرپور خاص۔ ترگڑی گوجرانوالہ۔ تتلے علی گوجرانوالہ۔ جمشید پور (بہار۔ ہندوستان)

خاکسار وکیل المال ثانی تحریک جدید

خطبہ جمعہ نمبر ۴۴

تحریکِ جدید کے چندے کو زیادہ منظم اور باقاعدہ کرو۔ اور اس کی وصولی پر زور دو

جلسہ سالانہ پر خدمت کیلئے مقامی اور بیرونی احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے آپ کو پیش کریں

حفاظت اور نگرانی کے کام کے لئے پانچ سو مخلص اور مستعد خدام کی ضرورت

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ

مرتبہ:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چونکہ ہمارا جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ اور اس کے متعلق بھی میں نے بعض باتیں کہنی ہیں اسی طرح تحریک جدید کے اعلان کے بارے میں بھی بعض باتیں کہنے والی ہیں۔ اس لئے میں آج اختصار کے ساتھ دونوں امور کے متعلق کچھ بیان کر دیتا ہوں:

تحریک جدید کا اعلان میں کر چکا ہوں اور اس وقت تک جماعت کی طرف سے جو جواب آئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت نے اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح سمجھا ہے۔ اور وہ پوری توجہ کے ساتھ اپنے وعدے بھجوا رہی ہے۔ چنانچہ تحریکِ جدید دور دوم کے وعدے اس وقت تک جو آچکے ہیں۔ گو وہ ضرورت کے مطابق تو نہیں۔ لیکن بہرحال گزشتہ سال کی نسبت یعنی پچھلے سال اس وقت تک جتنے وعدے وصول ہوئے تھے۔ ان سے

اس سال کے وعدے

دوگنے ہیں۔ اس کے لازماً یہ معنے نہیں کہ جب وعدوں کی میعاد ختم ہو جائے گی۔ تو اس سال کے وعدے گزشتہ سال کے وعدوں سے دوگنے ہو جائیں گے۔ لیکن اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ جماعت اپنے وعدے بھجوانے میں پچھلے سال سے زیادہ مستعدی اور بیداری سے کام لے رہی ہے۔ دور اول کے وعدوں کا مجھے صحیح اندازہ نہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ڈیوڑھے کے قریب ہیں۔ گو جتنے وعدے پورے وقت کے بعد ہو جاتے ہیں۔ ان سے وہ ابھی بہت کم ہیں۔ یعنی صرف پانچویں حصہ کے برابر ہیں۔ لیکن گزشتہ سال اس وقت تک جتنے وعدے آئے تھے ان سے تحریک جدید دور اول کے وعدے ڈیوڑھے اور دور دوم کے وعدے دوگنے کے قریب آچکے ہیں۔ اس سے امید پیدا ہوتی ہے کہ انشاء اللہ وعدوں کی تاریخ کے اختتام پر پچھلے سالوں سے زیادہ ہی وعدے ہوں گے۔ اور جس سرعت کے ساتھ جماعت نے اپنے وعدے بھجوانے میں کام لیا ہے۔ اسکو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں امید کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ان وعدوں کو پورا کرنے میں بھی جلدی کرے گی۔ اور کسی قسم کی غفلت اور تساہل سے کام نہیں لے گی

میں نے بتایا ہے کہ اس سال تحریک جدید کا بجٹ قریباً پچاس ہزار روپیہ تک پیچھے ہے۔ بلکہ پچاس ہزار بھی نہیں انچاس نوے ہزار روپیہ کے قریب اس پر بار ہے۔ یعنی اس وقت تک جو رقوم ادا کی گئی ہیں۔ وہ ساری کی ساری اس سال کے چندے میں سے ادا نہیں کی گئیں۔ بلکہ

پچاس ہزار روپیہ قرض

لیا گیا ہے۔ اور ابھی پانچ مہینے اخراجات کے باقی ہیں جنوری۔ فروری۔ مارچ۔ اپریل اور مئی ہمارا مالی سال اپریل میں ختم ہوتا ہے۔ مگر مئی کے شروع میں جو اخراجات دیئے جاتے ہیں۔ وہ چونکہ اپریل کے ہوتے ہیں اسلئے گزشتہ سال کی آمد میں سے دیئے جاتے ہیں۔ فروری کے بل مارچ میں ادا ہوتے ہیں۔ مارچ کے بل اپریل میں ادا ہوتے ہیں۔ اور اپریل کے بل مئی میں ادا ہوتے ہیں۔ اور پھر مئی کے بل جو جون میں ادا ہوتے ہیں۔ وہ درحقیقت

نئے مالی سال

کے پہلے مہینہ کی آمد میں سے ادا کئے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے اب جنوری میں جو بل ادا ہوں گے وہ اصل میں دسمبر کے ہوں گے۔ اور اس وقت تک صرف نومبر کے بل ادا ہوئے ہیں اور وہ بھی پچاس ہزار روپیہ قرض لے کر گویا مئی۔ جون۔ جولائی۔ اگست۔ ستمبر۔ اکتوبر اور نومبر صرف سات ماہ کا خرچ ہم اپنی آمد سے ادا کر سکے ہیں۔ اور وہ بھی اس صورت میں ادا کر سکے ہیں۔ جبکہ پچاس ہزار روپیہ دوسری جگہوں سے قرض لیا گیا ہے۔ اب قریباً چار مہینے کی آمد باقی ہے۔ اور پانچ مہینے کا خرچ باقی ہے۔ لیکن جو آمد باقی ہے۔ اگر احباب اس کے ادا کرنے سے اس لئے غفلت نہ برتیں۔ کہ اب نیا سال شروع ہو گیا ہے۔ اور جو گزشتہ بقائے پندرھویں اور سولھویں سال کے ہیں۔ یا دور دوم کے پانچویں اور چھٹے سال کے ہیں۔ وہ بھی احباب ادا کر دیں تو امید کی جاتی ہے۔ کہ اس سال کا خرچ نکل جائے گا لیکن پچاس ہزار روپیہ کا بار پھر بھی رہے گا۔ ہاں اگر گزشتہ سالوں کے

سارے بقائے

ادا کرنے کی جماعت کو توفیق مل جائے۔ تو یہ پچاس ہزار کا بار اور پچھلے سال کا اٹھارہ ہزار کا بار گویا ستر ہزار کے قریب تحریک جدید پہ جو بار ہے وہ سب کا سب دور ہو جائے گا۔

یہ لازمی بات ہے کہ اگر ہم اپنی زندگی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں ہر سال اپنے کام کو بڑھانا پڑے گا۔ اور اگر ہر سال ہم اپنے کام کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں خرچ بھی ہر سال زیادہ کرنا پڑے گا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ چندے کے علاوہ بھی بعض اور ذرائع ہوتے ہیں۔ جن سے آمد پیدا کی جاتی ہے۔ لیکن ہمارے کارکنوں کو ابھی ویسی مشق نہیں۔ اس لئے ابھی وہ ان ذرائع کو اختیار نہیں کر سکے۔ یا سستی کر جاتے ہیں۔ یا اختیار کرتے ہیں تو ناکام رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ انہی ذرائع سے دوسری قومیں اور افراد اپنی

مالی حالت

کو درست کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

یہ کوتاہی جو ہم میں ہے۔ اور جو درحقیقت سارے ہی مسلمانوں میں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چار پانچ سو سال سے حکومت تجارت اور صنعت و حرفت وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلتی چلی گئی ہیں۔ اور اب غیر قومیں اس میدان میں بہت آگے نکل گئی ہیں۔ لیکن بہرحال اپنی سستی اور عدم توجہی کے نتیجہ میں مسلمانوں نے جو حالات پیدا کئے ہیں۔ اب وہ

بہت بڑی جدوجہد سے

ہی دور ہو سکتے ہیں۔ صرف ارادہ اور معمولی کوشش سے دور نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ چیز وقت چاہتی ہے اور پھر عزم چاہتی ہے۔ جب تک تحریک جدید کے کارکنوں میں یہ عزم پیدا نہ ہو جائے۔ اور جب تک ان میں سے ایک طبقہ کو صحیح جدوجہد کرنے کی توفیق نہ مل جائے۔ اس وقت تک کامل

کامل انحصار

بہرحال جنہ۔ یہ ہی رکھنا پڑے گا کہ کچھ جماعت میں تجارتی ذہنیت آرہی ہے۔ لیکن ابھی وہ اس حد تک نہیں آئی۔ کہ ہم اُسے اپنی آمد کا ایک بڑا منبع سمجھ لیں۔ وہ ایک چھوٹا سا منبع تو ہو گیا ہے۔ لیکن اگر صحیح جدوجہد کی جائے۔ اور پوری توجہ سے کام کیا جائے۔ تو یقیناً تجارت اور زراعت وغیرہ سلسلہ کی آمد اور افرادِ سلسلہ کی آمد کا بہت بڑا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ لیکن جب تک وہ نہیں بنتے۔ ہمیں جماعت سے یہی کہنا پڑے گا کہ

اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرو

جو وعدے گذشتہ سالوں کے ابھی تک تم نے پورے نہیں کئے۔ اُن کو جس طرح بھی ہو سکے۔ پورا کرو۔ اور آئندہ کیلئے اپنے وعدوں کو سال بسال ادا کرنے کی کوشش کرو۔

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ اس سال تحریک جدید پر اس قدر مالی بوجھ آپڑا ہے کہ دورِ دوم کی آمد جو ریزرو فنڈ کے طور پر ہمیں محفوظ رکھنی چاہیئے تھی۔ وہ اس سال ریزرو فنڈ میں نہیں جا سکی۔ بلکہ ساری کی ساری خرچ ہو گئی ہے۔ مگر باوجود دونوں سالوں کی آمد کے خرچ ہو جانے کے پچاس ہزار روپیہ قرض لیا گیا ہے۔ بلکہ دونوں دوروں کے قرض کو ملا کر یہ رقم اسّی ہزار کے قریب بن جاتی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ابھی بہت سے بقائے وصول ہونے باقی ہیں۔ لیکن پانچ ماہ کے اخراجات بھی باقی ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اگر بقائے ادا ہو جائیں۔ اور ہم اس سے پانچ ماہ کے اخراجات تنگی سے گذارہ کر کے پورے بھی کر لیں۔ تب بھی پچاس ہزار روپیہ قرض باقی رہے گا۔ پس دوستوں کو اپنے بقائے جلد سے جلد ادا کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب بھی نئے سال کی تحریک ہوتی ہے۔ بعض دوست یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اب نئی تحریک شروع ہو گئی ہے۔ اور پرانی ختم ہو گئی ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ وعدہ پورا کرنے میں دیر کرنا انسان کو اس وعدہ سے آزاد نہیں کر دیتا۔ بلکہ اُسے زیادہ مجرم بنا دیتا ہے۔ مگر بعض لوگوں کی یہ ذہنیت ہو گئی ہے۔ کہ وہ نئے سال کی تحریک پر پچھلے سال کی تحریک کے وعدوں کو بھول جاتے ہیں۔ مثلاً پچھلے سال اگر انہوں نے پچاس کا وعدہ کیا تھا۔ اور وہ وعدہ ابھی انہوں نے پورا نہیں کیا تھا۔ تو نئے سال کی تحریک ہونے پر وہ فوراً پچھتر کا وعدہ کر دیں گے۔ اور یہ وعدہ کرتے وقت اُن کا دل اتنا خوش ہوتا ہے کہ وہ اس خوشی میں گذشتہ سال کے وعدہ کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ پچھلا سال تو گیا۔ اس سال ہم پچھتر روپے ادا کر دیں گے۔ پھر پچھتر بھی ادا نہیں کرتے۔ اور اُس سے اگلا سال شروع ہو جاتا ہے۔ اس پر وہ پھر سَو روپیہ کا وعدہ کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ الحمد للہ خدا تعالیٰ نے ہمیں پچھلے سال سے بڑھ کر چندہ لکھوانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور یہ کبھی خیال نہیں آتا۔ کہ وہ پچھلے پچاس اور پچھتر بھی ادا کریں۔

اس قسم کی ذہنیت

والے آدمی ہی ہیں۔ جو درحقیقت کام کو نقصان پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ وعدے کرتے ہیں اور پھر اُن وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور بھی سرخرو ہوتے ہیں۔ اور دین کے کام میں بھی مددگار بنتے ہیں۔ پس ایسے افراد کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ اور چونکہ جماعتوں پر اس قسم کے افراد کی ذمہ داری ہوتی ہے اور جب تک کسی جماعت میں نقص واقع نہ ہو۔ اُس وقت تک اُس کے افراد میں یہ ذہنیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں جماعتوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے بقایا داروں کو اُن کے فرائض کی طرف توجہ دلائیں۔ انہیں نصیحت کریں۔ اور سمجھائیں۔ اور یاد رکھیں کہ احمدی ہونا آسان نہیں۔ جو شخص احمدی ہوتا ہے۔ وہ یہ سمجھ کر ہوتا ہے کہ مجھے مخالفتیں بھی برداشت کرنی پڑیں گی۔ تکلیفیں بھی سہنی پڑیں گی۔ اور قربانیاں بھی کرنی پڑیں گی۔ پس وہ ایمان کی وجہ سے احمدیت میں داخل ہوتا ہے اور ایمان دار کو اس کی غفلت پر متنبہ کر دینا بالکل آسان ہوتا ہے۔ اگر اُس میں سستی پائی جاتی ہے۔ یا غفلت پائی جاتی ہے۔ اور ایمان اُس کے دل میں موجود ہے۔ تو توجہ دلانے پر وہ فوراً اپنی اصلاح کر لے گا۔ اور کام میں جو حرج واقع ہو رہا ہوگا۔ وہ دور ہو جائے گا۔ اس کے بعد میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وعدے تو آرہے ہیں اور انشاء اللہ آئیں گے جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اب کام بڑھ رہا ہے۔ اور وہ جو تحریک جدید کی آمد سے جائداد پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اُس میں سے بھی ساڑھے سات لاکھ روپیہ ابھی قرض باقی ہے۔ دوست چونکہ بھول جاتے ہیں۔ اس لئے انہیں

بار بار

بتانا پڑتا ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ تحریک جدید کے لئے ریزرو فنڈ قائم کرنے کی خاطر سندھ میں دس ہزار ایکڑ یعنی چار سو مربعہ زمین خریدی گئی ہے۔ اس زمین کی قیمت جو ادا کی گئی ہے۔ وہ مختلف زمانوں میں مختلف ہوتی رہی ہے۔ چونکہ ہم یکدم قیمت نہیں دے سکتے تھے۔ اس لئے ہمیں تاخیری قیمت دینی پڑی تھی۔ جو اصل قیمت سے زیادہ تھی جیسے مشینوں کی فروخت کے متعلق دستور ہوتا ہے۔ کہ اگر نقد قیمت ادا کی جائے۔ تو مثلاً سو روپیہ دینا پڑتا ہے۔ اور اگر قسطوں میں ادا کی جائے۔ تو سوا سو دینا پڑتا ہے۔ ہم نے بھی اس زمین کی قسط وار قیمت ادا کی ہے۔ بعض جگہ سوا دو سو روپیہ فی ایکڑ بعض جگہ اڑھائی سو روپیہ فی ایکڑ۔ بعض جگہ تین سو روپیہ فی ایکڑ اور بعض جگہ تین سو ساٹھ روپیہ فی ایکڑ اس طرح ہماری اوسط قیمت فی ایکڑ اڑھائی سو روپیہ کے قریب پڑی ہے۔ اور یہ ساری رقم پچیس لاکھ روپیہ کا ہے۔ بلکہ ہمارا اندازہ یہ ہے۔ کہ تیس لاکھ کے قریب کا یہ سودا ہے۔ لیکن چندوں کے ذریعہ اس کی جو رقم ادا ہوئی ہے۔ وہ کوئی دس بارہ لاکھ کے قریب ہے۔ اور آٹھ لاکھ کے قریب قرضہ لے کر ادا کی گئی ہے۔ جس میں

خلافت جوبلی فنڈ

... کا بھی روپیہ ہے۔ اس وقت یہ سمجھ کر کہ یہ کام ضروری ہے۔ میں نے خلافت جوبلی فنڈ سے روپیہ لگانے کی اجازت دے دی تھی۔ جب تحریک یہ روپیہ واپس کرے گی۔ تو پھر خلافت جوبلی فنڈ قائم ہو جائیگا بہرحال اکیس لاکھ کے قریب تو یہ ہوا۔ اور ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ وہ ہے۔ جو ان زمینوں کی آمد سے ادا ہوا۔ اس وقت اس زمین کی اوسط قیمت تین سو روپیہ فی ایکڑ سمجھنی چاہیئے۔ یہاں تو فی ایکڑ ایک ہزار روپیہ سے دو ہزار روپیہ تک بھی قیمت ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ قیمت مل جاتی ہے۔ اگر وہاں بھی کسی وقت یہی قیمت ہو جائے تو ایک ہزار روپیہ فی ایکڑ کے لحاظ سے ایک کروڑ اور دو ہزار روپیہ فی ایکڑ کے لحاظ سے دو کروڑ روپیہ کی وہ جائیداد بن جاتی ہے اور اس طرح تحریک جدید کا دو کروڑ روپیہ کا ریزرو فنڈ قائم ہو جاتا ہے۔ لیکن بہر صورت ہم اس کا صحیح انتظام نہیں چلا سکے۔ بعض سالوں میں ہمیں قرض لے کر کام کرنا پڑا ہے۔ اس سال بھی پچیس ہزار روپیہ قرض لیا گیا ہے۔ لیکن بعض سالوں میں آمد بھی ہوئی ہے جیسے کہ میں نے بتایا ہے۔ کہ چھ سات لاکھ روپیہ اس کی آمد میں سے خرچ کیا گیا ہے۔ بہرحال اگر یہ زمین صحیح طور پر آمد دینے لگ جائے۔ اور قرض ادا ہونے کے بعد اس سے ایک ریزرو فنڈ قائم ہو جائے۔ تو خطرہ کے موقعہ پر ہمیں اس طرح اعلان نہ کرنا پڑے۔ جس طرح مجھے گذشتہ سال اخباروں میں بار بار اعلان کرنا پڑا کہ دوستوں کو جلدی اپنے وعدے ادا کرنے چاہئیں ورنہ

سلسلہ کے کاموں میں

تعطل واقعہ ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں آسانی سے لاکھ دو لاکھ روپیہ وہاں سے لیا جا سکتا ہے۔ اور سلسلہ کے کاموں میں کوئی حرج واقعہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کامیابی کے آثار نظر آرہے ہیں۔ اور کام پہلے سے بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن ابھی بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔ مگر یہی کام کافی نہیں۔ بڑی چیز یہ ہے۔ کہ جہاں جہاں ہم اپنے مشن قائم کریں۔ وہاں ہمارا اپنا مکان اور اپنی مسجد بھی ہو۔ اس کے بغیر کبھی بھی صحیح طور پر کام نہیں ہو سکتا۔ اب ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے ایک مشنری نے کوئی مکان کرایہ پر لیا ہوا ہوتا ہے۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد

اُسے نوٹس مل جاتا

ہے۔ کہ مکان خالی کرو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس مکان کو روشناس کرنے میں جو وقت اور روپیہ صرف ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ سارے کا سارا ضائع چلا جاتا ہے۔ اور پھر وہ مبلغ کسی اور مکان میں چلا جاتا ہے۔ جس کی طرف لوگوں کو کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ تبلیغ کا کام صحیح طور پر تبھی چل سکتا ہے جب اپنی جگہ ہو۔ انگلستان میں اگرچہ دین کی طرف رغبت لوگوں کو کم ہے۔ لیکن چونکہ ہمارا وہاں اپنا مکان ہے۔ اپنی مسجد ہے۔ اور دیر سے مشن قائم ہے۔ اس لئے ہمارا وہاں

کافی رسوخ ہے

وزراء تک وہاں آتے ہیں۔ اور اگر کسی معاملہ میں اُن سے پروٹسٹ کیا جائے۔ یا ملاقات کی جائے تو وہ ہمارا ادب بھی کرتے ہیں۔ لحاظ بھی کرتے ہیں۔ جواب بھی دیتے ہیں۔ اور خوش کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہاں ہماری دیر سے مسجد موجود ہے۔ اور وہ جانتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کا یہاں ڈیرہ قائم ہو چکا ہے۔ لیکن جہاں یہ ڈیرے قائم نہیں وہاں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ پس جہاں جہاں ہم مشن کھولنا چاہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ وہاں کم از کم کسی ایک شہر میں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو۔ ہمارا اپنا مکان ہو۔ لیکن یورپین ملکوں میں ایک ایک مکان کے لئے لاکھوں روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ابھی ہم نے واشنگٹن میں مرکز کے لئے ایک مکان خریدا ہے۔ جس پر بیالیس ہزار ڈالر خرچ آیا ہے۔ بیالیس ہزار ڈالر کے معنے ہیں ایک لاکھ پینتالیس ہزار روپیہ اور یہ روپیہ

صرف مکان خریدنے

پر خرچ ہوا ہے۔ اگر ہم مسجد بنائیں تو قریباً ستر اسّی ہزار روپیہ اور خرچ ہوگا۔ مگر جماعت کے چندہ کی یہ حالت ہے۔ کہ دوستوں میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی تحریک کی گئی۔ تو آیا صرف چالیس ہزار باقی روپیہ اِدھر اُدھر سے قرض لے کر پورا کیا گیا ہے۔ بعض قرض دینے والوں سے تو ہم شرمندہ بھی ہیں۔ اور ایک دوست سے صرف چھ ماہ کے وعدے پر قرض لیا گیا تھا۔ مگر وقت گذر گیا۔ اور روپیہ ادا نہ ہو سکا۔ انہیں بھی ضرورت تھی آخر انہوں نے مجھے لکھا۔ کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم وہی مکان گرو رکھ کر اُن کا روپیہ ادا کر دیں میں نے کہا۔ کہ بے شک مکان گرو رکھ دو۔ اور اُن کا روپیہ ادا کر دو۔ اب یہ ہے تو بڑے شرم کی بات کہ جو مکان مسجد کے لئے خریدا گیا تھا۔ اُس کو گرو رکھنے کی اجازت دے دی جائے مگر

قادیان کے زائرین کو اطلاع

قادیان جلسہ پر آنے والے ہر دو ممالک سے احباب اپنے ہمراہ مناسب سرمائی بستر لائیں۔ تاکہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔
افسر جلسہ سالانہ ——— قادیان

بہ صورت حالات

اس لئے پیدا ہوئی کہ اتنے اہم کام کی طرف جماعت نے اتنی کم توجہ کی۔ کہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی تحریک کی گئی۔ اور چندہ چالیس ہزار روپیہ آیا۔ ہالینڈ کی مسجد کے متعلق عورتوں میں تحریک کی گئی تھی۔ انہوں نے مردوں سے زیادہ قربانی کا ثبوت دیا ہے۔ گو ان کی تحریک بھی چھوٹی تھی۔ عورت کی آمدن ہمارے ملک میں تو کوئی ہوتی ہی نہیں۔ اگر اسلامی قانون کو دیکھا جائے۔ تو عورت کی آمد مرد سے آدھی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ شریعت نے عورت کے لئے آدھا حصہ مقرر کیا ہے۔ اور مرد کے لئے پورا حصہ۔ پس اگر مردوں نے چالیس ہزار روپیہ دیا تھا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ عورتیں بیس ہزار روپیہ دیتیں مگر واقعہ یہ ہے کہ مردوں نے اگر ایک روپیہ چندہ دیا ہے۔ تو عورتوں نے سوا روپے کے قریب دیا ہے۔ انہوں نے زمین کی قیمت ادا کر دی ہے۔ اور ابھی چھ سات ہزار روپیہ ان کا جمع ہے۔ جس میں اور روپیہ ڈال کر ہالینڈ کی مسجد بنے گی۔ پھر یہ چندہ انہوں نے ایسے وقت میں دیا ہے۔ جبکہ

لجنہ کا دفتر

بنانے کے لئے بھی انہوں نے چودہ پندرہ ہزار روپیہ جمع کیا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جتنا جتنا کسی کے پاس روپیہ کم ہوتا ہے۔ اتنا ہی اس کا حوصلہ زیادہ ہوتا ہے۔ مردوں کے پاس چونکہ روپیہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا حوصلہ کم ہوتا ہے۔ لیکن عورتوں کے پاس چونکہ روپیہ کم ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کہتی ہیں کہ روپیہ تو یوں بھی ہمارے پاس ہے نہیں۔ چلو جو کچھ ملتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے رستہ میں ہی قربان کر کے اسکی رضا حاصل کریں۔ مگر جس کے پاس روپیہ ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا فلاں کام بھی پڑا ہے۔ اس کے لئے مجھے دس روپے چاہئیں۔ فلاں کام پڑا ہے۔ اس کے لئے بیس روپے چاہئیں۔ غرض ہمارا تجربہ ہمیشہ یہی بتاتا ہے۔ کہ عورت اپنی توفیق اور ہمت سے بہت زیادہ قربانی کرتی ہے۔ اور مرد اپنی توفیق اور ہمت سے کم قربانی کرتا ہے۔ بے شک ایسے مرد بھی موجود ہیں۔ جو اپنی توفیق اور ہمت سے بہت زیادہ قربانی کرنے والے ہیں۔ لیکن اگر اکثریت کو دیکھا جائے۔ تو عورت کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی جب خاص قربانی کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ تو آپؐ عورتوں سے ہی اپیل کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپؐ سمجھتے تھے کہ عورت جذباتی ہوتی ہے۔ جب قربانی کرنے پر آ جائے۔ تو وہ

غیر معمولی طور پر

قربانی کر جاتی ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کو کچھ ضرورت پیش آئی۔ تو آپؐ نے عید کی نماز کے بعد عورتوں میں تحریک کی۔ اور انہوں نے اپنے زیور اتار کر چندہ میں دینے شروع کر دیئے یوں تو عورت کو سب سے زیادہ زیور ہی پسند ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہی اسکی جائیداد ہوتے ہیں۔ لیکن جب اسے جوش آ جائے۔ تو پھر وہ اسی زیور کو جو اسے محبوب ہوتا ہے۔ اتار کر پھینک دیتی ہے۔ عورتوں نے اسی طرح کیا۔ اور زیور اتار اتار کر دینے شروع کر دیئے۔ مگر چونکہ اکثر غریب عورتیں تھیں۔ اس لئے ان کے پاس کم قیمت زیور تھے۔ کسی نے چھلا دے دیا۔ کسی نے مُرکی دے دی۔ اور کسی نے اسی قسم کی کوئی اور چیز دے دی۔

ایک صحابیؓ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زیور اکٹھے کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ جھولی پھیلائے اِدھر اُدھر پھر رہے تھے اور عورتیں گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھیں۔ اتنے میں ایک امیر گھرانے کی لڑکی نے سونے کا کڑا اپنے ہاتھ سے اتارا اور اسکی جھولی میں ڈال دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب دیکھا۔ کہ اس نے بڑی بھاری رقم خدا تعالیٰ کی راہ میں دی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ تیرا دوسرا ہاتھ بھی درخواست کرتا ہے۔ کہ تو اسے دوزخ سے بچا۔ اس پر اس نے

اپنا دوسرا کڑا

بھی اتار کر دے دیا۔ تو عورتوں میں میں نے دیکھا ہے کہ ان میں قربانی کا مادہ مردوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ کچھ جذباتی ہونے کی وجہ سے اور کچھ یہ خدائی قانون ہے۔ کہ روپیہ جتنا کم ہو۔ اتنی ہی ہمت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور جتنا زیادہ روپیہ ہو۔ اتنے ہی تفکرات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ کہ فلاں کام بھی ہو جائے فلاں کام بھی ہو جائے۔ چونکہ عورت کے پاس روپیہ کم ہوتا ہے۔ اس لئے وہ قربانی میں مردوں سے آگے نکل جاتی ہے۔ لیکن اس واقعہ کو بدلنا بھی ہمارے اختیار میں ہے۔ بے شک واقعہ یہی ہے کہ عورتیں زیادہ قربانی کرتی ہیں۔ لیکن یہ خدا تعالےٰ کا کوئی اٹل فیصلہ نہیں۔ کہ وہی زیادہ قربانی کریں گی۔ مرد زیادہ قربانی نہیں کر سکتے۔ یہ صرف ایک

کمزوری اور ضعف

کی علامت ہے۔ جسے کوشش کے ساتھ دور کیا جا سکتا ہے۔ اگر عورت اپنی طبعی کمزوری اور فطری ضعف کے باوجود قربانی کے میدان میں آگے نکل جاتی ہے۔ تو مرد کیوں اپنی کمزوری کو دور نہیں کر سکتے۔ جب مردوں کو جائیداد میں سے دوہرا حصہ ملتا ہے۔ تو انہیں ہمت بھی دوگنی دکھانی چاہیئے۔ خدا تعالےٰ نے انہیں دو روپے دیئے ہیں۔ مگر چندہ دیتے وقت وہ عورت کے مقابلہ میں اٹھنی دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مردوں اور عورتوں کے مجموعی چندوں کو اگر دیکھا جائے۔ تو مردوں کا چندہ زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن نسبتی لحاظ سے چندہ دیتے وقت اگر عورت ایک روپیہ دینے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ تو مرد اٹھنی دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ مرد اس کے ایک روپیہ کے مقابلہ میں دو بلکہ چار روپے دینے کا حوصلہ رکھتے۔ بہر حال اس چیز کو بدلنا ہمارے اختیار میں ہے۔ اگر ہم جدوجہد کریں۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کریں۔ اس کے حضور استغفار سے کام لیں۔ اور اس سے دعا کریں۔ کہ الٰہی تو نے ہمیں طاقت زیادہ دی ہے۔ لیکن ہم میں حوصلہ کم ہے۔ تو ہماری اس کمزوری اور ضعف اور غفلت کو دور فرما۔ اور جس طرح تو نے ہمیں عورت پر درجہ کے لحاظ سے فضیلت دی ہے۔ اسی طرح تو ہمیں عورت پر قربانی کے لحاظ سے بھی فضیلت دے۔ تو یقیناً خدا تعالےٰ ہماری سنے گا۔ اور وہ ہم میں بھی

قربانی کی زیادہ روح

پیدا کر دیگا۔ پس یہ کام ایسے ہیں۔ جو بہت سے اخراجات چاہتے ہیں۔ پھر لٹریچر ہے۔ دنیا میں پانچ سات ہزار زبان ہے۔ لیکن صرف آٹھ دس زبانوں میں احمدیت کا لٹریچر ہے۔ عیسائیوں نے قریباً ہر زبان میں اپنے لٹریچر کا ترجمہ کر دیا ہے۔ یہ کام بھی ہم سے بہت بڑے اخراجات کا مطالبہ کرتا ہے۔ غرض ایک بہت وسیع کام ہے۔ جو ہمارے سامنے ہے۔ مگر ہمارا سالانہ بجٹ جب ہمارے روزمرہ کے اخراجات کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتا۔ تو ہمارے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ ہم ایک کروڑ روپیہ کا ریزرو فنڈ قائم کریں۔ تا کہ کسی حادثہ اور مصیبت کے وقت اگر خدا نخواستہ ہمارے چندے مرکز کی عارضی ضرورت کو پورا نہ کر سکیں۔ تو وہ ریزرو فنڈ کی آمد سے پوری ہو سکے۔ اور سلسلہ کے کاموں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ آج سے چالیس یا پچاس سال کے بعد جب ہماری جماعت ترقی کر جائیگی۔ اور بڑے بڑے امراء ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ تو اس وقت لوگ جب میرے اس خطبہ کو پڑھیں گے۔ تو

وہ حیران ہونگے

کہ ہمارا خلیفہ جو موعود خلیفہ تھا۔ جو مصلح موعود تھا۔ اتنا چھوٹا حوصلہ رکھتا تھا۔ کہ پہلے اس نے تیس لاکھ کا ریزرو فنڈ قائم کیا۔ اور پھر اس نے کہا۔ کہ اب ہمیں ایک کروڑ روپیہ کا ریزرو فنڈ قائم کرنا چاہیئے۔ وہ حیران ہوں گے کہ کیا یہ بھی کوئی روپیہ ہے۔ جس کا اتنے بڑے خلیفہ نے مطالبہ کیا تھا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی نے ایک دفعہ روپیہ کے لئے اعلان کیا۔ تو مسٹر مارلین نے فوراً پندرہ لاکھ روپیہ کا چندہ پیش کر دیا۔ راک فیلر اور شیلڈ وغیرہ نے چھ چھ سات سات کروڑ روپیہ چندہ دیا ہے۔ پس جب وہ میرے اس خطبہ کو پڑھیں گے۔ تو حیران ہوں گے۔ اور وہ اس تھوڑے سے روپیہ کو ہمارے حوصلہ اور عزم کی کمی پر محمول کریں گے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ اپنی جماعت کی موجودہ حالت کے لحاظ سے کہہ رہے ہیں۔ ورنہ ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ جو عظیم الشان کام ہم نے سرانجام دینا ہے۔ اس کے لئے کروڑوں ہی نہیں

اربوں ارب روپیہ

کی ضرورت ہے۔ لیکن اس وقت ہماری نگاہ میں وہی روپیہ بڑی قیمت رکھتا ہے۔ جو ہماری جماعت اپنی غربت کی حالت میں پیش کر رہی ہے۔

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس عورت نے اپنے کڑے اتار کر دے دیئے تھے تو اس وقت یہی سمجھا گیا تھا۔ کہ اس نے بہت بڑی قربانی کی ہے۔ اور حقیقتاً اس کی قربانی بڑی تھی۔ لیکن وہ کڑے آخر کتنے روپوں کے ہوں گے۔ زیادہ سے زیادہ وہ سات سو یا ہزار روپیہ کے ہوں گے۔ لیکن بعد میں مسلمانوں کے پاس اتنی دولت آئی۔ کہ سات سو یا ہزار ان کی نگاہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا تھا۔ خود ہمارا ملک اگرچہ ایک غریب ملک ہے۔ مگر اس غریب ملک کا ہندو بھی اتنا مالدار تھا۔ کہ ایک دفعہ میں بمبئی گیا۔ تو میں نے چاہا۔ کہ کچھ کپڑا بھی خرید لوں۔ میں نے دیکھا کہ دوکاندار کے سامنے ایک گاہک بیٹھا تھا۔ وہ دوکاندار اس سے لمبی بحث میں لگا ہوا تھا۔ مجھے طبعاً یہ بُرا محسوس ہوا۔ اس دوکاندار نے مجھے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا۔ کہ ہمارے ہاں صرف

ایک قیمت

ہوتی ہے۔ آپ اپنی مستورات کو سمجھا دیں۔ کہ وہ قیمت کے بارہ میں کوئی تردد نہ کریں۔ اس دوسرے شخص نے ایک سو دس روپے کا سودا خریدا۔ اور بڑی بحث کے بعد سو روپیہ دیکر چلا گیا۔ میں نے اس دوکاندار سے ہنس کر کہا

ضروری اعلان

جلسہ سالانہ کے موقع پر اکثر جماعتوں کے عہدیدار ربوہ میں تشریف لائیں گے۔ سیکرٹریان تبلیغ ان ایام میں اپنی آمد پر مجھے فوراً ملیں۔ جلسہ کے ایام میں میرا دفتر جلسہ گاہ کے صدر دروازہ کے پاس ہوگا۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل ان کا مجھ سے ملنا ضروری ہے۔ اس لئے یہ اعلان کیا گیا ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ ربوہ)

کہ آپ تو کہتے تھے ہمارے ہاں ایک ہی قیمت ہوتی ہے۔ وہ کہنے لگا۔ قیمت تو ایک ہی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص میرا مال اٹھا کر لے جائے۔ اور میں اسے معزز آدمی سمجھ کر چھوڑ دوں تو یہ

بالکل اور چیز

ہوگی۔ پھر اس نے کہا آپ نہیں جانتے۔ یہ فلاں شخص ہے۔ اور یہ اتنا بڑا تاجر ہے۔ کہ بمبئی میں اس کی کئی کپڑے کی ملز ہیں۔ مگر یہ آدھ گھنٹہ مجھ سے یہی بحث کرتا رہا کہ میں کپڑے کی قیمت کم کر دوں۔ حالانکہ یہ اس آدھ گھنٹہ میں ایک لاکھ روپیہ کما سکتا تھا۔ اور پھر اتنی بحث کے بعد بھی جب میں نے نہ مانا۔ تو ایک سو دس کی بجائے سو روپیہ دے کر چلا گیا۔ پھر اس نے کہا۔ میں اس شخص کی ماں کو جانتا ہوں۔ وہ ہر روز جب کھانا کھانے کے لئے آتی ہے۔ تو اس کے سامنے پانچ سو روپیہ کا ڈھیر لگا دیا جاتا ہے اور وہ اپنے پاؤں سے اس ڈھیر کو چھو دیتی ہے اس کے بعد وہ تمام روپیہ غریبوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ گویا ادھر تو اسکی یہ حالت ہے کہ پانچ سو روپیہ روزانہ یعنی ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ سالانہ صرف اپنی ماں کے پاؤں چھونے کی وجہ سے غریبوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ اور ادھر دس روپیہ کے فائدہ کے لئے اس نے آپ کا وقت الگ ضائع کیا اور مجھے الگ پریشان کیا۔ اور آخر سو روپیہ دے کر چلا گیا اور وہ بڑا خوش ہے کہ میں نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے اب بتایئے ایسے شخص کا ہم کیا علاج کر سکتے ہیں۔ غرض ہندوستان جیسے غریب ملک میں جو ایک زمانہ میں انگریزوں کے ماتحت تھا۔ ایسے ایسے لوگ موجود تھے۔ جو صرف اپنی ماں کے پاؤں چھونے کی وجہ سے ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ سالانہ غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ اور اسکے علاوہ جو دوسرے مواقع پر وہ

صدقہ و خیرات

دیتا ہوگا۔ وہ تو کئی لاکھ تک جا پہنچتا ہوگا۔ یہ تو ہندوستان جیسے غریب ملک کا حال ہے۔ دوسرے ممالک کے امراء تو کروڑوں کروڑ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ خود مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو اگر چاہیں تو دو دو چار چار پانچ پانچ لاکھ روپیہ آسانی سے دے سکتے ہیں۔ پس بیشک بعد میں بڑے بڑے امراء آئیں گے۔ لیکن یہ زمانہ ہماری کمزوری کا زمانہ ہے۔ اس وقت ہماری جماعت کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کا ریزرو فنڈ قائم کر دے۔ بیشک ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ بعض امراء حیران ہوں گے کہ کیا ہماری جماعت اتنی کمزور تھی کہ اتنا بڑا خلیفہ صرف ایک کروڑ روپیہ کو اپنا بڑا مقصد قرار دیتا تھا۔ لیکن ہمارا روپیہ ہمارے دل اور جگر کا خون ہوگا۔ اور ان کا روپیہ ان کے دل اور جگر کا خون نہیں ہوگا بلکہ وہ نہایت آسانی کے ساتھ اپنی جیب میں سے نکال کر دے دیں گے اور انہیں کچھ بھی تکلیف محسوس نہیں ہوگی۔ پس ہمارے کروڑ اور ان کے کروڑ میں فرق ہے۔ مجھے اس موقعہ پر ایک لطیفہ یاد آگیا۔ ایک شخص جو غریب مستری تھا۔ ترقی کرتے کرتے انجنیئر بن گیا اور آخر میں "خان صاحب" کا خطاب بھی اسے مل گیا۔ اس میں خوبی یہ تھی کہ وہ اپنی قوم چھپاتا نہیں تھا۔ اور صاف طور پر کہہ دیتا تھا کہ ہم لوہار ہوا کرتے تھے۔ اب میں نے سنا ہے کہ وہ اپنی قومیت چھپانے لگ گیا ہے۔ بہرحال اس نے سنایا کہ ایک بڑا زمیندار جو اپنے علاقہ کا رئیس تھا اس نے ایک دفعہ میری دعوت کی اسے بھی گورنمنٹ کی طرف سے خان صاحب کا خطاب ملا ہوا تھا مرد تو جانتے ہیں کہ عزت خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ اس پر فخر نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر عورتوں میں یہ بات نہیں ہوتی۔ وہ خیال کرتی ہیں کہ جو عزت ہمیں ملی ہے۔ اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔ بہرحال اس نے بتایا کہ خان صاحب نے میری دعوت کی اور کئی لوگوں کو اس نے بلایا ہوا تھا جب ہم کھانا کھانے بیٹھے تو وہ کہنے لگا۔ خانصاحب آج ہمارے گھر میں لطیفہ ہوگیا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا ہوا تھا کہ آج فلاں خانصاحب کی دعوت ہے جب میں اندر گیا۔ تو میری بیوی مجھے کہنے لگی۔ آپ تو کہتے تھے کہ خان صاحب کی دعوت ہے اور میں نے سنا ہے کہ جس کی آپ دعوت کر رہے ہیں۔ ہمارے مستریوں کا لڑکا ہے۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے وہ مستریوں کا ہی لڑکا ہے کہنے لگی "پھر مستریاں دے منڈے نوں خانصاحب کس نے بنا دتا ہے" یعنی پھر مستریوں کے لڑکے کو خان صاحب کس نے بنا دیا ہے۔ میں نے کہا گورنمنٹ نے بنا دیا ہے۔ اور کس نے؟ وہ کہنے لگی "گورنمنٹ عجیب پاگل ہے نالے تسیں خانصاحب نالے اوہ خانصاحب" اس پر میں نے اسے سمجھانے کے لئے ہنس کر کہا کہ یہ کونسی تعجب کی بات ہے۔ دیکھو

زمینداروں کا بھی چوہدری

ہوتا ہے۔ اور چوہڑوں کا بھی چوہدری ہوتا ہے "اوہ مستریاں دا خانصاحب ہے۔ میں زمینداراں دا خانصاحب ہاں" یعنی وہ مستریوں کا خانصاحب ہے اور میں زمینداروں کا خان صاحب ہوں۔ اسپر وہ خاموش ہوگئی۔ تو یہ حالات بہرحال بدلیں گے ایک جیسی حالت کسی قوم پر ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ مگر آنے والے امراء کا روپیہ دریا میں سے ایک قطرہ ہوگا اور ہمارا روپیہ وہ ہے جو ہم خون دل اور خون جگر کے ساتھ جمع کر رہے ہیں۔ اور قطرہ میں سے دریا کا رنگ دکھتا ہے۔ پس ان کا حیران ہونا کہ کسی وقت ہماری جماعت کی مالی حالت اتنی کمزور تھی کہ ایک کروڑ روپیہ جمع کرنا بھی بڑی بات سمجھی جاتی تھی۔ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر اس وقت کے آنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم حسن تدبیر سے اور عقل سے اور قربانی سے کام لیں اور اپنے نفس پر بوجھ ڈال کر چندوں میں ایسی باقاعدگی اختیار کریں۔ کہ سالانہ اخراجات کو پورا کرنے کے علاوہ ہم مستقل طور پر ایک کروڑ کا ریزرو فنڈ قائم کر سکیں۔ تاکہ مشکل کے وقت اس کی آمد ہمارے کام آئے۔ جیسے میں نے بتایا ہے ہم نے مسجد کیلئے زمین خریدی تو ایک دوست سے قرض لے کر اور اب ہم شرمندہ ہیں۔ کہ قرض واپس نہیں کر سکے۔ اگر ریزرو فنڈ قائم ہوتا تو ہمیں کوئی مشکل پیش نہ آتی۔ ہم یہ قرض وہاں سے ادا کر دیتے اور جماعت سے آہستہ آہستہ چندہ وصول کرتے رہتے۔ پس یہ بھی ایک جائیداد ہے جو

تحریک جدید کے چندہ

سے قائم ہوئی ہے ابھی وہ ابتدائی حالت میں ہے۔ لیکن اسکو بڑھانے اور مضبوط بنانے کے لئے ضروری ہے کہ تحریک جدید کے چندہ کو زیادہ منظم اور باقاعدہ کیا جائے۔ اور اس کی وصولی کے لئے زور دیا جائے۔ اس سال کے تحریک جدید کے وعدوں کے لئے میں نے وقت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ اب میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد مغربی پاکستان والوں کے لئے ۱۵ فروری ہوگی۔ ایسٹ پاکستان اور ہندوستان سے آنے والے وعدوں کے لئے آخری تاریخ دس مارچ ہوگی۔ اور پاکستان اور ہندوستان سے جو باہر کے ممالک ہیں مثلاً امریکہ ہے انگلستان ہے۔ ایسٹ افریقہ ہے ویسٹ افریقہ ہے۔ یا اور دوسرے ممالک ہیں ان سب کے وعدوں کے لئے ۲۱ مئی آخری تاریخ ہوگی۔

دوسری چیز

جلسہ سالانہ

ہے۔ ہمارا سالانہ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب بالکل قریب آ رہا ہے۔ اسکے لئے ہمیں مکانوں کی بھی ضرورت ہے اور کام کرنے والے افراد کی بھی ضرورت ہے۔ مکانوں کی مشکلات چونکہ زیادہ ہیں اسلئے ہماری جماعت کے افراد کو یہاں اس سے زیادہ قربانی کی ضرورت ہے۔ جتنی قربانی وہ قادیان میں کیا کرتے تھے۔ قادیان میں مکان زیادہ تھے۔ اور تھوڑی سی قربانی سے آنیوالے مہمانوں کو جگہ مل جاتی تھی۔ مگر اب مکانات ہمارے پاس کم ہیں۔ اور آنے والے مہمانوں کی رہائش کے لئے ابھی زیادہ دقتیں ہیں۔ پہلے سال تو یہاں صرف خیمے تھے۔ دوسرے سال کچھ خیموں میں گذارہ کیا گیا۔ اور کچھ بیرکیں بن گئیں۔ تیسرے سال اور تھوڑے سے خیمے ہو گئے۔ اکثر لوگوں کو بیرکوں میں ٹھہرایا گیا۔ اب بیرکوں کے علاوہ دوسرے مکانات بھی بن گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بہت بڑی قربانی کر کے ہم مہمانوں کی رہائش کا انتظام کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمان نوازی کے فرائض سرانجام دینے والے کارکنان کی بھی ضرورت ہے۔ ان کا کام یہ ہوگا کہ وہ آنے والے مہمانوں کو کھانا کھلائیں اور ان کی مہمان نوازی کریں۔

ربوہ

ابھی پوری طرح آباد نہیں ہوا۔ قادیان میں پندرہ ہزار کی آبادی تھی۔ اور یہاں صرف اڑھائی تین ہزار کی آبادی ہے۔ پس یہ قدرتی بات ہے کہ جس طرح پندرہ ہزار آدمی خدمت کر سکتے تھے۔ اس طرح اڑھائی تین ہزار آدمی خدمت نہیں کر سکتے۔ پھر قادیان میں ہمیں یہ سہولت تھی۔ کہ اس وقت کالج ہمارے پاس تھا۔ مگر اب وہ لاہور میں ہے۔ اسی طرح ہمارا اسکول بھی چنیوٹ میں ہے۔ بےشک جلسہ کے موقع پر بعض طالب علم آ جاتے ہیں۔ مگر انہیں اتنی سہولت نہیں ہوتی۔ جتنی سہولت انہیں قادیان میں ہوا کرتی تھی۔ پس دوستوں کو میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کریں۔ اور باہر کی جماعتوں سے بھی

میں خواہش کرتا ہوں کہ وہ بھی اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ وہ میزبان بھی ہونگے اور مہمان بھی ہوں گے۔ انہیں کلی طور پر اپنے آپ کو مہمان نہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ یہ سمجھیں کہ وہ آدھے مہمان ہیں اور آدھے میزبان کیونکہ جلسہ سالانہ پر ہمیں بہت زیادہ کام کرنے والے

افراد کی ضرورت

ہے۔ پس بیرونی جماعتوں میں سے جو لوگ اپنے اندر طاقت اور ہمت رکھتے ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے نام پیش کریں تاکہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ان سے مختلف خدمات لی جا سکیں۔ اور انہیں اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہو

اسکے علاوہ جلسہ سالانہ کے موقع پر حفاظت اور نگرانی کا کام بھی بڑا اہم ہوتا ہے۔ اور آجکل کے حالات کے لحاظ سے تو وہ اور بھی اہم ہو گیا ہے پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جماعتیں موزوں خدام کا انتخاب کرکے ان کے نام خدام الاحمدیہ کے دفتر مرکزیہ میں پیش کریں تاکہ یہاں آنے پر ان کو

حفاظت اور نگرانی

کے کام پر لگایا جا سکے مگر یہ شرط ہوگی کہ کوئی احمدی خادم ایسا نہ ہو جو پانچ سال پہلے کا احمدی نہ ہو یا کسی احمدی کی نسل میں سے نہ ہو اور پھر اس کی سفارش جماعت کا پریذیڈنٹ کرے اور لکھے کہ یہ شخص اعتماد کے قابل ہے اسے حفاظت کے کام پر لگایا جائے۔

اس غرض کیلئے کم سے کم پانچ سو والنٹیر ربوہ کا اور بیرونی جماعتوں کا ہونا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اڑھائی سو خدام یہاں سے لئے جا سکتے ہیں اور اڑھائی سو خدام کراچی راولپنڈی۔ لاہور۔ ملتان۔ پشاور سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ منٹگمری۔ گوجرانوالہ۔ گجرات اور دوسری جماعتیں پیش کریں۔ ان خدام کا کام جلسہ گاہ کی حفاظت۔ رستوں کی حفاظت اور مہمانوں کی خدمت میں حصہ لینا ہوگا۔ میں اس موقعہ پر خدام الاحمدیہ کو بھی تحریک کرتا ہوں کہ وہ اپنے ۵۰ فیصد والنٹیرز

دفتر خدام میں بھجوا دیں اور یہاں کے خدام کو چاہیئے کہ وہ خود اپنے آپ کو حفاظت اور پہرہ کے لئے پیش کریں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان خدام کو

ڈبل کام

کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کے سپرد مہمان نوازی کا بھی کام ہوگا اور حفاظت کا بھی کام ہوگا پس ایسے ہی نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں جو ہمت والے ہوں۔ محنتی اور مستعد ہوں اور جو ان دنوں جلسہ گاہ اور سڑکوں پر پہرہ بھی دیں اور مہمان نوازی کے فرائض بھی سرانجام دیں۔ تین چار دن انہیں کام کرنا پڑے گا اور یہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں اتنے دن اگر انسان کو چوبیس گھنٹے بھی جاگنا پڑے تو وہ جاگ سکتا ہے۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ کام کو

پورے طور پر چلانے کیلئے پانچ سو والنٹیئرز ضروری ہیں۔ ان میں سے اڑھائی سو خدام یہاں سے مل جائیں۔ چنیوٹ کے طالبعلم تعلیم الاسلام کالج کے طالبعلم۔ جامعہ احمدیہ احمد نگر کے طالب علم اور ربوہ کے خدام۔ سب مرکز کے خدام میں شامل ہونگے ان میں سے اچھے قابل اعتبار محنتی اور مستعد نوجوان اڑھائی سو کی تعداد میں مل سکتے ہیں۔ باقی خدام

بیرونی جماعتیں

پیش کریں۔ اگر کوئی چھوٹی جماعت پانچ خدام پیش کر سکتی ہے تو وہ پانچ آدمی پیش کر دے۔ اگر کوئی دس خدام پیش کر سکتی ہے تو وہ دس پیش کر دے۔ ان کا کام حفاظت اور نگرانی اور پہرہ کی ڈیوٹی ادا کرنا اور مہمانوں کی خدمت کرنا ہوگا۔ چونکہ دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اس لئے خدام الاحمدیہ کے دفتر مرکزیہ کو اس بارہ میں جلد سے جلد اپنا کام شروع کر دینا چاہیئے اور باہر کی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ فوری طور پر اپنے خدام کی تعداد سے دفتر مرکزیہ کو اطلاع دیں کیونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ مگر آدمی وہی ہوں جو کم سے کم پانچ سالہ احمدی ہوں یا نسلی احمدی ہوں اور جن کے متعلق پریذیڈنٹ سیکرٹری اور زعیم تینوں اس بات کی تصدیق کریں کہ وہ ہر قسم کی قربانی اور محنت سے کام لیں گے اور کسی قسم کی غفلت سستی یا غداری کا ارتکاب نہیں کریں گے۔

جرمنی میں انتخابات کا امکان

پیرس ۱۹ دسمبر۔ جنرل اسمبلی کی ایڈہاک سیاسی کمیٹی۔ پاکستان۔ پولینڈ، ہالینڈ، برازیل اور آئس لینڈ پر مشتمل ایک کمیشن کا تقرر منظور کرے گی۔ جو مشرقی اور مغربی جرمنی میں انتخابات کرانے کے امکانات کی تحقیق کرے گی۔ لیکن ابھی تک روس کی آمادگی کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا۔ (اشار)

لندن ۱۹ دسمبر۔ برطانوی دفتر امور خارجہ نے اس رپورٹ کی زبردست تردید کی ہے۔ کہ یونان سے مصر کو اسلحہ کی مبینہ ناجائز ترسیل کی بناء پر یونان کو متعلق اوقیانوس کی تنظیم میں داخل کرنے کی مخالفت پر غور کیا جا رہا ہے۔ البتہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان الزامات کی تحقیق کی جا رہی ہے

لندن ۱۹ دسمبر۔ گذشتہ نومبر کے مہینہ میں برطانیہ نے سمندر پار کے ملکوں کو ۰۰۰،۰۰۰،۰۰۸،۱ پاؤنڈ کا سامان فروخت کرکے ماہانہ برآمد کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ماہ اکتوبر کی برآمدی تعداد سے ۰۰۰،۰۰۰،۸۶ پاؤنڈ زیادہ ہیں جو خود بھی ایک نیا ریکارڈ تھی۔

چودھری محمد ظفر اللہ خاں مصر اور برطانیہ کے بحران میں اہم کردار انجام دے رہے ہیں

پیرس ۱۹ دسمبر۔ یہاں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ چودھری محمد ظفر اللہ خاں اینگلو مصری بحران کے سلسلہ میں بہت اہم کردار سرانجام دے رہے ہیں۔ صلاح الدین پاشا اور ایڈن کی ملاقات کے فوراً بعد گذشتہ شام چودھری ظفر اللہ خاں تھوڑی دیر کیلئے مسٹر ایڈن سے ملے اور پھر آپ صلاح الدین سے دوبارہ ملنے آئے اور دونوں وزرائے خارجہ نصف گھنٹے تک مصروف گفتگو رہے۔

مصری۔ پاکستانی اور برطانوی سرکاری حلقوں نے ان ملاقاتوں پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ چودھری محمد ظفر اللہ خاں نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ اس موقعہ پر کوئی ایسی بات نہیں ہے جو وہ بتا سکیں۔ صلاح الدین پاشا نے کہا میں اور مسٹر ایڈن اینگلو مصری مسائل پر مکمل کھلی بحث کرتے رہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔

ایک برطانوی ترجمان نے بتایا کہ دونوں وزرائے خارجہ نے اینگلو مصری تعلقات سے متعلق عام گفت وشنید کی۔ ملاقات غیر رسمی طور پر تھی لیکن اس کے باوجود اس کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر انتھونی ایڈن نے مصری نقطۂ نظر سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اس چیز کی اہمیت پر زور دیا کہ برطانوی فوجوں کے مکمل انخلاء سے جو خلا پیدا ہو جائے گا اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

صلاح الدین پاشا اور ایڈن کی ملاقات صرف ایک گھنٹہ تک جاری رہی اور اس کے بعد صلاح الدین بڑے بشاش دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے کافی دیر تک اخبار نویسوں کے ساتھ بات چیت کی۔ رباط کہا جاتا ہے کہ صلاح الدین پاشا نے قاہرہ ٹیلیفون پر مکمل رپورٹ بھیج دی ہے۔ (دستار)

اینگلو مصری بحران سے اشتراکیت کو تقویت پہنچے گی

لندن ۱۹ دسمبر۔ سفارتی مبصرین یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اینگلو مصری بحران اور مشرق وسطےٰ میں اس سے پیدا شدہ اثرات سے اشتراکی کس حد تک فائدہ اٹھا سکیں گے۔ بے اطمینانی کی وجہ سے اشتراکی جماعتوں کو کھلم کھلا یا پوشیدہ طور پر اپنے قدم مضبوط کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔ اس وقت مشرق وسطےٰ کے بیشتر ملکوں نے اشتراکیت کو ممنوع قرار دے دیا ہے یا اس پر پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ (ملٹار)